سیرت
سیّد احمد شہیدؒ

حصہ اوّل

۱۴۳۲ھ-۲۰۱۱ء

اردو.........نواں ایڈیشن..........................لکھنؤ
انگریزی.........(بعد ترمیم واضافہ) دوسرا ایڈیشن..........لکھنؤ
عربی..............(بعد تلخیص) تیسرا ایڈیشن.....کویت وبیروت

نواں ایڈیشن

۱۴۳۲ھ ——————— ۲۰۱۱ء

نام کتاب: .... سیرت سید احمد شہیدؒ (حصہ اول)

کمپوزنگ: .... حامد (خوشنویس) لکھنؤ

طباعت: .... آزاد پرنٹنگ پریس، لکھنؤ

صفحات: ....

تعداد: .... ایک ہزار

قیمت: .... دوسو پچاس روپے

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام

پوسٹ باکس نمبر ۱۱۹ ندوۃ العلماء لکھنؤ

تیسرا باب

چوتھا باب

پانچواں باب

غیر اہم حصوں پر قناعت کر کے، جن کے مجموعے کا نام ریاست ٹونک تھا، انہوں نے خانہ نشینی اختیار کر لی، اگر وہ اولوالعزمی اور دور بینی سے کام لیتے اور سید صاحبؒ سے مل کر منظم اور بلند مقصد جدوجہد کرتے تو تاریخ اسلام میں ان کا بڑا مقام ہوتا اور اس ملک کی تاریخ بھی بہت مختلف ہوتی۔

سید صاحبؒ نواب امیر خاں کے لشکر میں

سید صاحبؒ کا یہ سفر چونکہ اس عظیم مقصد (اقامت جہاد) کے ماتحت اور اشارۂ غیبی سے تھا،(۱) اس لئے اگر چہ دہلی سے نواب صاحبؒ کا لشکر بہت دور دراز فاصلے پر تھا، اور عام بد امنی اور بے نظمی کی وجہ سے راستے پر خطر اور سفر نہایت مخدوش تھا، لیکن آپ نے یہ سفر نہایت سکون و اطمینان اور جمعیت خاطر کے ساتھ طے کیا، مولوی سید محمد علی "مخزن احمدی" میں لکھتے ہیں:۔

> متوکلاً و معتصماً بحفظہ بفراغ بال فرداً وحیداً شاداں و فرحاں مانند کسے کہ بہ سیر بوستاں یا خانہ دوستان می رود، از بلدہ شاہ جہاں آباد نہضت فرمودہ بعد طیِ مراحل و منازل کہ ہر مرحلہ ہفت خوان رستم و اسفند یار بود، طے فرمودہ بوجود فیض آمود خود لشکر را منور و مشرف ساختند (۲)

> خدا کے توکل اور اس کی حفاظت پر اعتماد کرتے ہوئے اطمینان قلب کے ساتھ آپ تن تنہا، شاداں و فرحاں جیسے کوئی باغ کی سیر یا کسی دوست کے گھر جاتا ہے، شہر دہلی سے روانہ ہوئے اور ایسی منزلیں اور مرحلے طے کرتے ہوئے کہ ہر مرحلہ رستم و اسفندیار کے ہفت خواں سے کم نہ تھا، آپ نے لشکر کو اپنے شرف قدوم سے مشرف فرمایا۔

"وقائع احمدی" سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں اہل لشکر آپ سے ناواقف تھے، بعض لوگ اس سے زیادہ نہیں جانتے تھے کہ آپ ایک مرد صالح اور شریف النفس شخص ہیں:

---

(۱) مولوی سید جعفر علی صاحب "منظورۃ السعداء" میں لکھتے ہیں:

"بنا بر الہامیکہ در باب اقامت جہاد شد، رہگرائے لشکر ظفر اثر، امیر الدولہ نواب امیر خاں بہادر مرحوم شدند" اقامت جہاد کے بارے میں آپ کو جو الہام ربانی ہوا، اس کی بنا پر آپ نواب امیر خاں کے لشکر کی طرف تشریف لے گئے۔ (۲) ص ۳۲

سلوک الی اللہ تعلیم کیجئے اور اس کے قبل میں بہت سے ہندی اور ولایتی مرشدوں سے توجہ لے چکا تھا، مگر میرا مقصود حاصل نہ ہوا تھا، تب آپ نے مجھ کو حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ کے پاس بھیجا، وہاں بھی چند روز توجہ لیتا رہا، مگر میرا مقصد حاصل نہ ہوا، تب میں نے حضرت مولانا سے پھر عرض کیا کہ یہ خادم حضور کی توجہ کا محتاج ہے، اور حضور دوسرے مقام میں بھیجتے ہیں، ہم کو آپ خود تعلیم کیجئے، تب حضرت مولانا نے فرمایا کہ میاں میں بہت بڈھا اور کمزور ہوا اور مجھ میں بہت دیر تک بیٹھنے کی طاقت نہیں، یہ مقصد تمہارا میر احمد صاحب سے حاصل ہوگا تم ان سے بیعت کرو، تب اس جناب کا یہ فرمانا مجھ کو بہت شاق گزرا اور میں ناراض ہو کر چپ کر رہا، پھر کئی بار اور بھی عرض کیا، وہی جواب پایا، آخر کو بعد چند روز کے یہ واقعہ درپیش ہوا کہ میں اور حضرت میاں صاحب، اور میاں محمد اسمٰعیل مدرسے کے ایک ہی مکان میں رہا کرتے تھے، ایک شب کو بعد عشا کے جب ہم تینوں شخص پلنگ پر سوئے، تب میاں صاحب نے فرمایا کہ ''مولانا مجھ کو حضرت رب العالمین نے محض اپنے فضل و کرم سے بطور انعام الہام کے خبر دیا ہے کہ فلانی تاریخ فلانے سفر میں تو جاوے گا، فلانے مقام میں یہ ہوگا، فلانے مقام میں وہ ہوگا اور اس قدر لوگ مرید ہوں گے'' وعلیٰ ہذا القیاس سب باتیں بیان کیا، پھر دوسرے روز بھی ایسی ہی عجیب و غریب باتیں بیان کیا، اسی طرح سے کئی روز تک مکۂ معظمہ کے سفر اور جہاد کے سفر اور جہاد کے واقعات کا بیان بہ تفصیل تمام فرمایا، تب ہم نے اور میاں محمد اسمٰعیل نے مشورہ کیا کہ اگر یہ سب باتیں سچ بیان کرتے ہیں تو بلاشبہ یہ بہت بڑے شخص اور قطب ہیں، ان سے کچھ فیض لینا، بہت ضرور ہے، سو آؤ کسی بات میں ان کا امتحان کریں، تب میاں محمد اسمٰعیل نے کہا کہ آپ ہم سے بڑے ہیں، آپ ہی تجویز کر کے کسی بات میں امتحان کیجئے، آخر کو جب پھر رات کو میاں

اس وقت اللہ رب العالمین کے واسطے دو رکعت نماز پڑھو" میں نے کہا کہ " بہت خوب!" اور نماز کے واسطے چلا پھر تیسری بار بلایا اور ویسا ہی سمجھا دیا، تب میں نے ایک گوشے میں نماز شروع کیا تو تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہی ایسا مشاہدۂ جلال میں غرق ہوا کہ ہوش نہ باقی رہا، اور اس قدر رویا کہ آنسو سے داڑھی تر ہوگئی اور اس قدر نماز میں غرق ہوگیا کہ دنیا کی یاد مطلق نہ باقی رہی اور نہایت خوف اور لذت کے ساتھ میں نے دو رکعت نماز پڑھی، جب دو رکعت پڑھا تو خیال کیا کہ میں نے سورہ فاتحہ نہ پڑھا تھا، پھر سلام پھیر کے دوبارہ دوسری بار دو رکعت کی نیت کیا، جب پڑھ چکا تو خیال کیا کہ فاتحہ میں سورہ کو ضم نہ کیا تھا، پھر شروع کیا، اسی طرح ہر بار ایک ایک واجب ترک کرنے کا خیال آتا تھا، اور نماز کو ناقص سمجھ کے دہراتا تھا، واللہ اعلم، سو رکعت یا زیادہ کم پڑھا ہوگا کہ صبح صادق کا قریب ہوا، پھر آخر کو ناچار ہو کے سلام پھیرا اور بہت شرمندہ ہوا کہ میری استعداد اس طرح کی ناقص ہے کہ دو رکعت پوری بھی حضور دل کے ساتھ نہ پڑھ سکا اور اتنے بڑے کامل شخص کو میں نے آزمایا، اب اگر وہ پوچھیں کہ تم نے دو رکعت اللہ کے واسطے پڑھا تو میں کیا جواب دوں گا؟ میں تو حضور دل کے ساتھ جیسا کہ حق نماز پڑھنے کا ہے ویسا دو رکعت بھی پڑھ نہ سکا، اسی سوچ میں شرم کے دریا میں غرق ہوگیا اور اپنے قصور کا معترف ہو کے اللہ سبحانہ کے خوف سے استغفر اللہ! استغفر اللہ! کہنا شروع کیا، جب اذان ہوئی تب مجھ کو ہوش ہوا اور یاد پڑا کہ صحابۂ کرامؓ کا یہی حال تھا کہ تمام رات عبادت کرتے اور پچھلی رات کو استغفار کرتے تھے، ان کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ" اور سوچا کہ بلاشبہ یہ بڑے کامل مرشد ہیں کہ ان کے کلام سے میرا مقصد پورا ہوا اور جو نعمت مدت دراز کی محنت سے حاصل نہ ہوئی تھی، سو ان کے ایک دم کے فرمانے سے حاصل ہوئی، پھر میں مسجد میں گیا اور قبل نماز فجر کے میں نے

محمد یوسف (۱) نبیرۂ حضرت شاہ اہل اللہ (برادر حضرت شاہ ولی اللہؒ) مع خاندان، مولوی وجیہ الدین، حکیم مغیث الدین، حافظ معین الدین وغیرہ مع اہل وخاندان واقرباء مرید ہوئے (۲) اور جولوگ نہیں آسکتے تھے، انہوں نے اپنے اپنے وطن اور مقام کی دعوت دی۔

مولانا محمد اسحٰق کی آمد

اسی زمانے میں آپؒ کے برادر معظم مولانا سید محمد اسحٰق آپ کی ملاقات کے لئے دہلی تشریف لائے اور آٹھ برس کے بعد دو بچھڑے ہوئے بھائی ملے، مولانا نے فرمایا کہ ''مجھے نواب صاحب کے لشکر سے تمہاری واپسی دہلی کا علم ہوا، مجھ کو اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو، تم کہیں دور چلے جاؤ، پھر ملاقات ہونی دشوار ہو، اس خیال سے میری طبیعت کو قرار نہ ہوا، میں جلد محسن خاں کو ساتھ لے کر وہاں سے ادھر روانہ ہوا'' (۳)، سید صاحبؒ نے ان کو اطمینان دلایا اور فرمایا کہ ان شاء اللہ جلد وطن آؤں گا۔

مولانا سید اسحٰق وطن واپس ہوئے تو لکھنؤ میں اعزاء اور برادری کے جو لوگ موجود تھے، ملاقات کے لئے آئے اور سید صاحبؒ کا حال پوچھا، مولانا نے فرمایا کہ:

''عنایت الٰہی سے سید احمد کو وہ رتبہ حاصل ہے کہ میں بیان نہیں کرسکتا ہوں، اپنی تو عمر میں نہ اس رتبے کا آدمی دیکھا ہے، نہ سنا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت بے غایت سے ایسا علم باطنی ان کو عطا فرمایا ہے کہ دہلی کے تمام علماء اور فضلاء ان کی طرف رجوع ہیں، اور ان کی تقریر کے آگے کوئی دم نہیں مار سکتا اور ہم سے مولویوں کا وہاں کیا شمار کہ ان کے آگے بولیں، اور چوں وچرا کا لب کھولیں، ان کو علم وہبی ہے کسبی نہیں ہے۔'' (۴)

یہ سن کر برادری کے لوگ ہنسے اور کہنے لگے کہ وہ آپ کے بھائی ہیں جو چاہئے، فرمایئے ہم ان کو خوب جانتے ہیں، ان میں یہ مادہ اور لیاقت کہاں؟

---

(۱) مولانا محمد یوسف پھلتی سید صاحبؒ کی جماعت کے ممتاز ترین فرد تھے، سید صاحبؒ سے نہایت گہرا اور والہانہ تعلق تھا سید صاحبؒ ان کو لشکر اسلام کا قطب کہتے تھے، سید صاحبؒ کے اہل ارادت وتعلق میں ان کو اولیت اور بڑی خصوصیت حاصل تھی۔ (۲) مخزن احمدی ص ۴۷۔ (۳) ''وقائع احمدی'' ص ۱۱۱ (۴) ایضاً ص ۱۱۴